مصنف عبدالرزاق میں مرویات امام ابوحنیفہؒ کا تحقیقی مطالعہ

A Study of Traditions Narrated by Imam Abu Hanifa in Musannaf Abdul Razzaq

احمد رضا*
ڈاکٹر محمد نواز الحسینی**

Abstract

Imam e Azam Abu Hanifa was known as faqih and mujtahid. However he was a great interpreter of Ahadith. He studied Ahadith thoroughly and he was expert in this art. That's why all great interpreters have acknowledged his expertise in Hadees. Besides many interpreters have used those Ahadees taken from him. Imam Abdul Razzaq Bin Hammam, the auther of his famous book, Musannaf Abdul Razzaq has citied many Ahadith of Imam Abu Hanifa. In this topic, I have analysed nine Ahadith. I have taken case of giving reference of other interpreters of the mentioned Ahadith. I have taken case of giving referance of other interpreters of the mentioned Ahadith. I have mentioned all referances of Abu Hanifa. By analyzing the mentioned narrations we can approve Imam Abu Hanifa as a faqih, mujtahid as well as a great muhaddis. A lot of interpreters used Ahadith particularly in their narrations originaly taken from him. Imam Abdul Razzaq has mentioned Imam Abu Hanifa's narrations in his books.

Keywords: Abu Hanifa, narrations Ahadith, Abdul Razzaq

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کی عام شہرت ایک فقیہ اور مجتہد کی حیثیت سے ہوئی لیکن بایں ہمہ آپ ایک بلندپایہ اور عظیم الشان محدث بھی تھے۔ امام ابوداؤد سجستانی (م۲۷۵ھ) اور صاحب السنن محدث کبیر امام ابوعبداللہ حاکم نیشاپوریؒ (م۴۰۵ھ) نے بھی امام صاحبؒ کو ثقہ اور مشہور ائمہ حدیث میں شمار کیا ہے۔ آپ نے باقاعدہ علم حدیث حاصل کیا تھا اور اس فن میں مکمل دسترس رکھتے تھے۔ آپ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے باقاعدہ فقہ کو ادلہ شرعیہ قرآن وحدیث سے مستنبط کیا کیونکہ کسی کو فقیہ

---

* پی ایچ ڈی سکالر اسلامیات، یونی ورسٹی آف لاہور، لاہور
** پروفیسر اسلامیات، یونی ورسٹی آف لاہور، لاہور

بننے کے لئے جس علم کی ضرورت ہوتی ہے، امام ابوحنیفہؒ تمام علوم شرعیہ وعقلیہ میں اس سے بڑھ کر تھے اور اس پر دل و جان سے عمل پیرا تھے۔ انکے دل میں حدیث نبوی کا احترام اور اس کی اتباع کا جذبہ اتنا زیادہ تھا کہ ان کے معاصر محدثین اور بعد میں آنے والے اہل علم نے یہ گواہی دی ہے کہ آپ جتنا حدیث کا احترام اور اس کی اتباع کرتے تھے، اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ آپ کے شاگرد اور جلیل القدر محدث امام نضر بن محمد مروزیؒ (م۱۸۳ھ) فرماتے ہیں:"لم ارى رجلا الزم للاثر من ابى حنيفة"[1] "میں نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جو امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ حدیث کو لازم پکڑنے والا ہو۔" علامہ ابن عبدالبرؒ (م۴۶۳ھ) نے امام زہیر بن معاویہؒ (م۱۷۳ھ) سے امام ابوحنیفہ کے بارے نقل کیا ہے:"انه متبع لما سمع"[2] امام ابوحنیفہؒ جو حدیث سنتے تھے اس کی ضرور پیروی کرتے تھے۔ ان کی ثقاہت کے بیان میں امام فضیل بن عیاضؒ (م۱۸۷ھ) اور امام حسن بن صالح (م۱۶۷ھ) وغیرہ محدثین بیان کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جب کوئی حدیث صحیح ثابت ہو جاتی تو پھر آپؒ کسی اور طرف کوئی توجہ نہیں دیتے تھے۔ مؤرخ اسلام امام محمد بن سفیان غنجارؒ (م۴۱۲ھ) نے اپنی کتاب تاریخ بخارا میں ان کے شاگرد امام نعیم بن عمرؒ کا بیان نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں:"سمعت الامام ابى حنيفة رضى الله عنه يقول: عجبا للناس يقولون: افتى بالرائى ما افتى الا بالاثر"[3] میں نے امام ابوحنیفہؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں پر تعجب ہے جو یہ کہتے ہیں کہ میں اپنی رائے سے فتویٰ دیتا ہوں، حالانکہ میں صرف حدیث سے ہی فتویٰ دیتا ہوں۔ علامہ ابن عبدالبرؒ (م۴۶۳ھ) سند متصل کے ساتھ آپ کا بیان نقل کرتے ہیں:"لعن الله من يخالف رسول الله صلى الله عليه وسلم، به اكرمنا وبه استنقذنا"[4] اللہ تعالیٰ کی اس شخص پر لعنت ہو جو رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کی وجہ سے عزت دی اور ہم نے آپ ہی کی بدولت نجات پائی۔ امیر المومنین فی الحدیث امام عبداللہ بن مبارکؒ (م۱۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کا ارشاد ہے:"اذا جاء الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فعلى الرأس والعين"[5] جب رسول اللہ ﷺ کی حدیث آجائے تو وہ سر اور آنکھوں پر ہے۔ علامہ ابن حزم ظاہریؒ (م۴۵۶ھ) امام صاحبؒ سے شدید مخالفت رکھنے کے باوجود یہ اقرار کرتے ہیں:"هذا ابوحنيفة يقول ما جاء عن الله تعالىٰ فعلى الرأس والعين وما جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فسمعا وطاعة"[6] یہ امام ابوحنیفہؒ ہیں جو فرماتے ہیں کہ: جو بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے وہ سر آنکھوں پر ہے اور جو بات اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے آئے وہ بھی قابلِ سماعت اور واجب الاتباع ہے۔ علامہ محمد جمال الدین

---

[1] ابن ابی العوام ،فضائل ابی حنیفۃ ، المکتبۃ الامدادیہ ، مکۃ المکرمۃ ،ص۲۱۹؛ محمد عبدالمالک، الجواہر المضیۃ، نوری بک ڈپو، لاہور، ج۲ص۱۰۲

[2] ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہ، الانتقاء فی فضائل ائمۃ الثلاثۃ الفقہاء، مکتبۃ القدسی، القاہرۃ، ۱۳۵۰ھ، ص۱۴۰

[3] الصالحی، محمد بن یوسف، عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان، دارالبشائر الاسلامیۃ، ۲۰۱۷ء (ص۱۷۴)؛ الجواہر المضیۃ، ج۲ص۲۰۲)؛ نیز دیکھیے: فضائل ابی حنیفۃ، ص۱۸۹

[4] الانتقاء لابن عبدالبر، ص۱۴۶

[5] عقود الجمان، ص۱۷۳

[6] ابن حزم، علی بن احمد بن سعید، الاحکام فی اصول الاحکام، دار الآفاق الجدیدۃ، بیروت، ۱۴۰۳ھ، ص اص ۵۸۸

القاسمی دمشقی (م ۱۳۳۲ھ) فرماتے ہیں:"ومن کلامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ما جاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعلی الرأس والعین بابی ھو وامی"[7] امام ابوحنیفہؒ کے کلام میں سے ہے کہ جو بات رسول اللہ ﷺ کی طرف سے آجائے وہ سر آنکھوں پر ہے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں۔ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد امام طحاویؒ (م ۳۲۱ھ) کے حوالہ سے لکھتے ہیں:"ایک دفعہ امام ابوحنیفہؒ کے سامنے آپ کے شاگرد امام حماد بن زیدؒ (م ۱۷۹ھ) نے ایک حدیث پیش کی، جو آپ کے موقف کے خلاف تھی۔ آپ وہ حدیث سن کر خاموش ہو گئے۔ اس پر کسی نے آپ سے کہا کہ آپ اس کو جواب کیوں نہیں دیتے؟ آپ نے فرمایا: وہ مجھ کو اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنا رہا ہے، میں اس کے مقابلے میں اس کو کیا جواب دوں۔ "[8] مولانا سیالکوٹی اس حوالہ کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:"رسول اللہ ﷺ کی کتنی تعظیم کرتے تھے، ان کے سامنے کس طرح گردن جھکا دیتے تھے۔"[9] نیز مولانا سیالکوٹی امام صاحب کی بابت ارقام فرماتے ہیں:"یہ معلوم کل ہے کہ آپ مرسل روایت کو امام مالک کی طرح مطلقاً حجت مانتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہے کہ آپ قیاس کے مقابلہ میں ضعیف حدیث کو مقدم جانتے تھے کہ ضعیف کا ضعف عارضی ہے اس میں احتمال صحت کا ہو سکتا ہے لہٰذا اس کے مقابلہ میں قیاس کی ضرورت نہیں۔ بھلا وہ شخص جو صحابی کے قول کے سامنے بھی قیاس نہ کرتا ہو وہ صحیح حدیث کو عمداً کس طرح ترک کر سکتا ہے۔"[10] مشہور غیر مقلد عالم اور مترجم صحاح ستہ علامہ وحید الزمانؒ لکھتے ہیں:"ہم اگلے تمام مجتہدوں کو، جیسے امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ وغیرہم ہیں، پروردگار کے مقبول بندے اور ماجور اور مثاب سمجھتے ہیں۔ جن مسئلوں میں ان کا قیاس حدیث کے خلاف ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ ان کو وہ حدیث نہیں ملی، ورنہ ہرگز وہ حدیث کو چھوڑ کر قیاس نہ کرتے۔ خصوصاً امام اعظمؒ کی نسبت کہ وہ تو سب مجتہدوں سے زیادہ حدیث کے پیرو تھے۔"[11]

مجلس درس میں روایت حدیث کا اہتمام

آپ کے درس کا دستور یہ تھا کہ اس میں جب کوئی مسئلہ پیش ہوتا تو آپ اس کو احادیث نبویہ کی روشنی میں حل فرماتے، اور آپ ان احادیث کا اپنے تلامذہ جن میں سے ہر ایک علم حدیث میں پوری طرح مہارت رکھتا تھا سے مذاکرہ بھی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حافظ ابن عبدالہادی مقدسی حنبلیؒ (م ۷۴۴ھ) بحوالہ امام ابویوسفؒ آپ کی مجلس درس کی کارروائی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "کان ابوحنیفة اذا وردت علیه المسئلة قال ما عندکم فیها من الآثار فنذکر ما عندنا ویذکر ما عنده ثم ینظر فان کانت الآثار في احد القولین اخذ بالاکثر وان تکافأت اوتقاربت نظر فاختار "[12] امام ابوحنیفہؒ کے سامنے جب کوئی مسئلہ پیش ہوتا تو آپ ہم سے فرماتے، اس مسئلہ میں تمہارے پاس احادیث کتنی ہیں؟ جب ہم اپنی احادیث بیان کر لیتے اور آپ کے پاس جتنی احادیث ہوتیں وہ آپ بیان کر دیتے تو پھر آپ دیکھتے کہ جس

---

[7] القاسمی، محمد جمال الدین، الفضل المبین علی عقد الجوہر الثمین، دار النفائس، بیروت، ص ۲۵۲

[8] محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، تاریخ اہل حدیث، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، ص ۹۲

[9] ایضاً، ص ۹۳،۹۲

[10] ایضاً، ص ۳۱۲

[11] علامہ وحید الزماں، لغات الحدیث، باب الجیم مع الھاء، نعمانی کتب خانہ، لاہور، ۲۰۰۵ء، ج ا ص ۳۶۶

[12] ابن قدامة المقدسی، مناقب الائمة الاربعة، دار المؤید، بیروت، ص ۶۸

قول کی طرف احادیث زیادہ ہیں، اس کو آپ کے لیتے اور دوسرے قول کو چھوڑ دیتے۔ اور اگر دونوں طرف احادیث برابر ہوتیں تو ان میں تحقیق کرتے۔ اور جو قول تحقیق کے مطابق ہوتا اس کو اختیار کر لیتے۔ امام ابن ابی العوامؒ (م۳۳۵ھ) نے بھی امام ابو یوسفؒ سے یہ قول بسند متصل نقل کیا ہے۔[13] اس کے علاوہ بھی آپ کی مجلس میں روایت حدیث کا باقاعدہ اہتمام ہوتا تھا۔ اور طالبان حدیث آپ کی مجلس میں آکر آپ سے احادیث روایت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ جب ائمہ حدیث و رجال آپ کا تذکرہ کرتے ہیں تو آپ کے بارے میں یہ ضرور تصریح کرتے ہیں کہ فلاں فلاں محدث نے آپ سے روایت کی ہے۔ یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ کی مجلس میں احادیث کی روایت کا باقاعدہ اہتمام ہوتا تھا، ورنہ بڑی تعداد میں محدثین نے آپ سے احادیث کیسے روایت کر لی ہیں؟

امام ابو حنیفہ کا محدثین میں شمار

اس میں کوئی شک نہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عام شہرت ایک فقیہ اور مجتہد کی حیثیت سے ہوئی لیکن بایں ہمہ آپ ایک بلند پایہ اور عظیم الشان محدث بھی تھے۔ جیسا کہ امام بخاریؒ کو زیادہ تر شہرت ایک محدث کے طور پر ملی حالانکہ آپ فقہ میں بھی ایک مقام رکھتے تھے۔ مولانا عبد السلا م مبارکپوریؒ (م۱۳۴۳ھ) لکھتے ہیں:"امام بخاری کے لیے افقه الناس یا سید الفقهاءیا امام الدنیا في الفقہ کا لقب عام طور پر ایسا ہی غیر مانوس خیال کیا جائے گا جس طرح امام ابوحنیفہؒ کے لیے اہل حدیث، محدث یاعامل بالحدیث ہونے کا لقب۔"[14] مبارکپوری صاحب کی مذکورہ عبارت کا یہ مطلب بالکل صاف ہے کہ جس طرح امام بخاریؒ محدث ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم فقیہ بھی تھے، اسی طرح امام ابو حنیفہؒ بھی باوجود فقہ میں شہرت رکھنے کے ایک عظیم محدث اور عامل بالحدیث بھی تھے۔

امام ابو حنیفہ اور محدثین کا احترام

آپ جیسے حدیث کا احترام اور اس کی اتباع میں سب سے آگے تھے، ایسے ہی آپ احادیثِ رسول ﷺ کے محافظین یعنی حضرات محدثین سے بھی بڑی محبت سے پیش آتے تھے اور ان کا خوب اکرام کرتے تھے۔ آپ بڑے مالدار شخص تھے اور آپ کا ریشم کا بڑا وسیع کاروبار تھا جس سے حاصل ہونے والی آمدن سے اپنے گھریلو اخراجات پورے کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے نادار تلامذہ کی مالی امداد بھی کیا کرتے تھے۔ اسی طرح آپ اس آمدنی سے محدثین کرام کے ساتھ بھی مالی تعاون کرتے تھے اور ان کے پاس بڑے قیمتی تحائف بھی بھیجتے رہتے تھے۔ علامہ خطیب بغدادیؒ (م۴۶۳ھ) نے امام قیس بن ربیعؒ (م۱۶۷ھ) سے امام صاحب کے بارے میں نقل کیا ہے:"انہ کان یبعث بالبضائع الی بغداد فیشتری بها الا متعة ویحملها الی الکوفة، ویجمع الارباح عنده من سنة الی سنة، فیشتری بها حوائج الاشیاخ المحدثين واقواتهم وکسوتهم وجمیع حوائجهم، ثم یدفع باقی الدنانیر من الارباح الیهم فیقول: انفقوا فی حوائجکم ولا تحمد والا الله، فانی ما اعطیت من مالی شیئًا، ولکن من فضل الله علی فیکم"[15] امام ابو حنیفہؒ اپنا سامان تجارت بغداد بھیجتے اور اس سے جو رقم حاصل ہوتی اس سے دیگر سامان خرید کر کوفہ لاتے، پھر

---

[13] الموفق بن احمد المکی، مناقب ابی حنیفۃ، دار الکتاب العربی، ۱۴۰۱ھ، ص۴۰۶

[14] عبد السلام مبارکپوری، مولانا، سیرۃ البخاری، فاروقی کتب خانہ، ملتان، ص۲۸۹

[15] الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی، تاریخ بغداد، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۲۰۱۷ء، ج۱۳ص۳۵۸

اس سامان کو بیچ کر اس سے پورا سال جو نفع حاصل ہوتا اس سے محدثین شیوخ کے لیے خوراک، لباس اور دیگر ضروری اشیاء خرید کر ان کی طرف بھیجتے۔ باقی جو رقم بچ جاتی وہ بھی ان کو دے دیتے اور ان سے فرماتے، اس کو اپنی ضروریات میں خرچ کرو اور صرف اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرو کیونکہ میں نے اپنی طرف سے تم کو کچھ نہیں دیا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے میرے اوپر فضل فرمایا ہے۔ صدر الائمہ مکیؒ (م۵۶۸ھ) نے مشہور محدث امام سفیان بن عیینہؒ (م۱۹۸ھ) سے نقل کیا ہے: "وما کان یدع احدا من المحدثین الابرہ برا واسعا"[16] امام ابوحنیفہؒ محدثین میں سے کسی کو بھی ایسا نہیں چھوڑتے تھے جس کے ساتھ بہت زیادہ نیکی نہ کر لیتے تھے۔

علم حدیث میں امام ابوحنیفہؒ کا تفوق

امام اعظمؒ ابوحنیفہؒ نے باقاعدہ علم حدیث حاصل کیا تھا اور اپنے شہر کوفہ کے محدثین سے تحصیل احادیث کرنے کے علاوہ دیگر بلادِ اسلامیہ (مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور بصرہ) کا سفر کر کے وہاں کے اجلہ محدثین سے بھی احادیث اخذ کی تھیں۔ نیز علم حدیث میں آپ کے تفوق وتقدم کی گواہی آپ کے معاصرین بھی دے چکے ہیں۔ جیسا کہ آپ کے معاصر محدث امام مسعر بن کدامؒ (م۱۵۳ھ) کا بیان گزر چکا ہے جس میں انہوں نے اقرار کیا ہے: "میں نے امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ تحصیل احادیث کا آغاز کیا تھا، لیکن اس میدان میں وہ ہم پر سبقت لے گئے۔" مؤرخ اسلام حافظ محمد بن یوسف صالحی شافعیؒ (م۹۴۲ھ) کا بیان بھی ذکر ہو چکا ہے: "اگر امام ابوحنیفہؒ نے حدیث حاصل کرنے کا بہت زیادہ اہتمام نہ کیا ہوتا تو آپ مسائل فقہ کا استنباط کیسے کر سکتے تھے؟ حالانکہ آپ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے باقاعدہ مسائل فقہ کو ادلہ شرعیہ (قرآن وحدیث) سے مستنبط کیا۔" عظیم المرتبت مالکی محقق امام ابواسحاق ابراہیم بن موسیٰ شاطبی (م۷۹۰ھ) نے بھی تسلیم کیا ہے کہ اہل علم کے نزدیک امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ دونوں علم حدیث میں مکمل وثوق رکھتے تھے۔ چنانچہ امام موصوف مجتہد کی شرائط بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "وان کام متمکنا من الاطلاع علی مقاصدھا کما قالوا فی الشافعی وابی حنیفہ فی علم الحدیث، فکذلک ایضا لا اشکال فی اجتہادہ"[17] اگر کوئی شخص مقاصدِ شرعیہ پر پوری طرح اطلاع رکھتا ہو جیسا کہ علماء نے امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں کہا ہے کہ وہ دونوں علم حدیث میں مکمل دسترس رکھتے تھے تو ایسے شخص کے اجتہاد کے صحیح ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے۔ حافظ شمس الدین ذہبیؒ (م۷۴۸ھ) نے تو امام اعظمؒ کو حدیث کے ان دس بنیادی ارکان میں شمار کیا ہے جن پر پورے علم حدیث کی منزل کھڑی ہے۔ چنانچہ موصوف نے امام مالکؒ کے ترجمہ میں امام شافعی کا قول: "*العلم یدور علی ثلاثۃ مالک واللیث وابن عیینہ*" علم کا مدار تین اشخاص امام مالک، امام لیث بن سعد، اور امام سفیان بن عیینہ پر ہے۔ نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: "قلت بل وعلیٰ سبعۃ معھم وھم الاوزاعی والثوری ومعمر وابوحیفۃ وشعبۃ والحمادان"[18] میں (حافظ ذہبی) کہتا ہوں کہ علم کا مدار صرف ان تین اشخاص پر ہی نہیں ہے بلکہ ان تین کے ساتھ دیگر سات ائمہ پر بھی ہے اور وہ سات ائمہ یہ ہیں: اوزاعی، ثوری، معمر، ابوحنیفہ، شعبہ، حماد بن زید اور حماد بن سلمہ۔ واضح رہے کہ یہاں جس علم کی بات ہو رہی ہے، اس سے مراد علم حدیث ہے، جیسا کہ امام

---

[16] مناقب ابی حنیفۃ، ص۲۴۳

[17] الشاطبی، ابراہیم بن موسی، الموافقات فی اصول الشریعہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج۴ ص۷۸

[18] الذہبی، شمس الدین، سیر اعلام النبلاء، بیت الافکار الدولیۃ، ۲۰۰۹ء، ص۱۱۸۰

ابن عبدالبرؒ(م ۴۶۳ھ) نے امام شافعیؒ کے مذکورہ قول کی وضاحت میں لکھا ہے:"العلم يعنی الحديث"[19]علم سے مراد علم حدیث ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حافظ ذہبی جیسے محدث کے نزدیک امام اعظم ان دس ائمہ کبار میں سے ہیں جن پر پورے علم حدیث کا مدار ہے۔ بلاشبہ آپ فقیہ فی القرآن و الحدیث تھے اور یہ بات بھی حقیقت سے وابستہ ہے کہ قرآن کی فقاہت حدیث کی فقاہت کے بغیر محال ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ میں وہ تمام خوبیاں جمع ہوں جو تفقہ فی الحدیث کے لیے ممد ہی نہیں بلکہ ایک فقیہ کیلئے جزولاینفک ہوں۔ اس ضرورت کے پیش نظر صاحب مشیت، قادر مطلق نے امام اعظمؒ کو وہ حافظہ اور ثقاہت عطا فرمائی تھی جو ضبطِ حدیث میں امام اعظم کا ہتھیار ہو۔ آپ نے اپنی تصانیف میں ستر ہزار سے زیادہ حدیثیں ذکر کی ہیں، اور کتاب الآثار کو چالیس ہزار احادیث سے منتخب کیا ہے۔ چنانچہ آپ کی امامت فی علم الحدیث کو اکابر محدثین نے واشگاف الفاظ میں بیان کیا ہے۔ اس سب کے علاوہ دیگر محدثین و مصنفین حدیث نے ان سے مروی احادیث کو اپنی کتب میں بیان کیا ہے۔ امام عبدالرزاق بن الهمام الیمانی نے اپنی معروف کتاب مصنف عبدالرزاق میں/مام ابوحنیفہ سے روایات نقل کی ہیں یہ وہ مصنف عبدالرزاق ہے جس سے امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، امام بخاری و مسلم اور ان کے علاوہ دیگر ائمہ نے اپنی کتب میں روایات نقل کی ہیں۔ امام عبدالرزاق نے اس کو فقہی ابواب کی ترتیب کے مطابق کتب اور ابواب کے عنوانات پر مرتب کیا ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں اپنے استاذ امام ابوحنیفہ ؒ سے ۷۰ روایات نقل کی ہیں۔ مصنف حدیث کی ایسی کتاب کو کہتے ہیں جس میں مرویات کو مختلف ابواب میں تقسیم کیا گیا ہو نیز اس میں مرفوع، موقوف، مقطوع احادیث بھی مذکور ہوں۔[20] اس طرح کی کتب کے لیے آج کل السنن کا لفظ بھی رائج ہے۔[21] مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ معروف مصنفات میں سے ہیں۔ آپ امام ابوحنیفہؒ اور معمر بن راشد جیسے ائمہ کے شاگرد اور امام احمد بن حنبلؒ کے استاذ ہیں۔ اس کتاب کی اہم ترین خوبی مصنفات میں سے اس کی قدامت ہے نیز مصنف ابن ابی شیبہ کے بعد مشہور ترین کتاب ہے۔ اس میں روایات کی اکثریت ثلاثی ہے۔ ہندوستان کے بہت بڑے عالم حبیب الرحمن اعظمی نے سب سے پہلے اس کتاب کو قلمی صورت سے کتابی صورت میں اپنی تعلیقات کے ساتھ ۱۲ جلدوں میں شائع کیا تھا۔ مصنف عبدالرزاق میں روایات کی کل تعداد ۲۱۰۳۳ ہے۔ امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، امام بخاری و مسلم اور ان کے علاوہ دیگر ائمہ نے اپنی کتب میں اس کی روایات نقل کی ہیں۔ امام عبدالرزاق نے اس کو فقہی ابواب کی ترتیب کے مطابق کتب اور ابواب کے عنوانات پر مرتب کیا ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں اپنے استاذ امام ابوحنیفہ ؒ سے ۷۰ روایات نقل کی ہیں۔

حدیث نمبر: 1 (مسئلہ سدل ثوب)

سدل ثوب یعنی نماز میں اس طرح کپڑا لٹکانا کہ وہ زمین پر گھسٹ رہا ہو شرعاً جائز نہیں ہے۔ اس کے متعلق درج ذیل حدیث مبارکہ ہے جسے امام عبدالرزاق نے جناب امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے۔ حدیث مبارکہ کے الفاظ یوں ہیں:"عبدالرزاق عن ابی حنيفة عن علی بن الاقمر قال مر النبی صلی الله عليه

---

[19] ابن عبدالبر، ابو عمر یوسف بن عبداللہ، التمہید لمافی الموطامن المعانی والاسانید، ،موسسۃ الفرقان الاسلامی، ۱۴۱۲ھ، ج۱ص ۴۷

[20] ضیائی، حافظ محمد عبداللہ، شرح جامع الترمذی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، کراچی، ص ۴۰۶

[21] تقی عثمانی مولانا، درس ترمذی، مکتبہ دار العلوم کراچی، ج ۱ص ۴۷

وسلم برجل قد سدل ثوبه وهو يصلى فعطف ثوبه عليه"[22] عبدالرزاق نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا، وہ علی بن الاقمر سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے جس نے نماز میں اپنا کپڑا زمین تک لٹکایا ہوا تھا تو آپ نے اس کا کپڑا اس پر ڈال دیا۔یعنی وہ لٹکتا ہوا کنارہ پکڑ کر اس کے سر پر ڈال دیا تاکہ زمین پر نہ گھسٹتا رہے اس کا دوسرا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے کپڑا اپنے سر پر اس طرح ڈالا ہو کہ اس کے کناروں کو کھلا چھوڑ دیا ہو ایسا کرنا بھی شرعا جائز نہیں ہے لہٰذا آپ نے اس کے اوپر اس طرح کر دیا ہو کہ وہ جسم سے لپٹ جائے اور اس کے پلو آزادانہ نہ لٹکتے رہیں۔

تحقیقی جائزہ

عبدالرزاق کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اس روایت کو اپنی سند سے روایت کیا ہے:

1. البيهقي، أحمد بن الحسين بن علي بن موسى أبو بكر، السنن الكبرى، كتاب الصلاة ،باب كراهية السدل في الصلاة ،مكتبة دار الباز، مكة المكرمة، ١٤١٤ھ(رقم الحديث: ٣١٢٩)
2. الطبرانی ، أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي ،المعجم الاوسط ،كتاب الصلاة،باب السدل،١٤١٥ھ،دار الحرمين،القاہرۃ(رقم الحديث:٦١٦٣)
3. الطبرانی ، أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي ،المعجم الصغير ،كتاب الصلاة،المكتب الاسلامی،بيروت١٤٠٥ھ(رقم الحديث:٨٦٧)
4. الطبرانی ، أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي ،المعجم الكبير، مجمع اللغة العربية، القاهرة، ١٤٢١ھ (رقم الحديث:٢٨٣)

مذکورہ حدیث کو علی بن الاقمر نے بغیر صحابی کے واسطہ کے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔ جبکہ آپ نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ نہیں پایا اس لئے یہ روایت اس سند سے مرسل ہے۔ مرسل حدیث اکثر محدثین کے نزدیک قابل عمل ہے۔امام عبدالرزاق کے علاوہ بہت سے محدثین نے اس کو مرفوع بھی نقل کیا ہے۔

"ابوحنيفة عن على بن الاقمر عن ابوجحيفة رضى الله عنه ان النبى صلى الله عليه وسلم مربرجل سادل ثوبه فعطفه عليه"[23]

نیز اس حدیث کی تائید ایک قولی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

"عن أبي هريرة قال نهى رسول الله صلى الله عليه و سلم عن السدل في الصلاة"[24]

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے نماز میں سدل سے منع فرمایا ہے۔

---

[22] عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی، مصنف عبدالرزاق، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۴۰۳ھ، باب السدل، رقم الحدیث:۱۴۱۵

[23] محمد بن محمود بن محمد الخوارزمی، جامع المسانید، مکتبہ حنفیہ کوئٹہ، ج ۱ص ۲۵۰

[24] ابوعیسی محمد بن عیسی الترمذی، السنن، دار احیاء التراث العربی، بیروت، کراہیۃ السدل فی الصلاۃ، رقم الحدیث:۳۷۸

حدیث نمبر: 2 (مسئلہ طلاق)

حضور نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو ایک رجعی طلاق دے دی تھی مگر بعد میں آپ رجوع فرمالیا۔ اس طلاق کی اصل وجہ امت کے لیے اسوہ حسنہ کی تکمیل تھی کہ اگر کوئی امتی اپنی بیوی کو رجعی طلاق دے دے تو وہ رجوع کرسکتاہے اور اس میں بھی اس کے لیے حضور کی حیات طیبہ اور اسوہ حسنہ سے نمونہ موجود ہو جس کے متعلق یہ حدیث مبارکہ ہے جسے امام عبدالرزاق نے جناب امام ابوحنیفہ سے روایت کیاہے۔ حدیث کے الفاظ یوں ہیں: "عبدالرزاق عن ابی حنیفة عن الهيثم أو أبى الهيثم شک أبوبكر- ان النبى صلى الله عليه وسلم طلق سودة تطليقة له فى طريقه فلما مر سألته الرجعة وأن تهب قسمها منه لأي أزواجه شاء رجاء أن تبعث يوم القيامة زوجته فراجعها وقبل ذلك"[25] عبدالرزاق امام ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں وہ ہیثم یا ابوالہیثم سے یہ راوی کا شک ہے ابوبکر نے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت سودہؓ کو ایک طلاق دی وہ آپ کے لئے آپ کے راستے میں بیٹھ گئیں جب آپ گزرے تو انہوں نے آپؐ سے رجوع کا مطالبہ کیا اور یہ کہ اپنی باری آپ جس زوجہ کو چاہیں بخش دیں اس اُمید پر کہ قیامت کے دن وہ آپ کی زوجہ اٹھائی جائے تو آپ نے رجوع فرمایا اور اس کو قبول کرلیا۔ حضرت سودہ بنت زمعہ عمر رسیدہ خاتون تھیں جب یہ معاملہ ہوا تو وہ آپ کے لئے آپ کے راستے میں بیٹھ گئیں جب آپ گزرے تو انہوں نے آپؐ سے رجوع کا مطالبہ کیا اور یہ کہ اپنی باری آپ جس زوجہ کو چاہیں بخش دیں اس اُمید پر کہ قیامت کے دن وہ آپ کی زوجہ اٹھائی جائے تو آپ نے رجوع فرمایا۔ اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک طلاق رجعی دینے کی صورت میں رجوع کرنا جائز ہے اور وہی پہلا نکاح بحال ہو جاتا ہے۔

تحقیقی جائزہ

عبدالرزاق کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اس روایت کو اپنی سند سے روایت کیا ہے:

1. المعجم الكبيرللطبرانى، باب سوده بنت زمعہ رضى الله عنہا(رقم الحديث:۲۰۱۰۸)
2. السنن الکبریٰ للبیہقی ، باب مایستدل بہ علی ان النبی(رقم الحديث:۱۳۸۱۷)
3. الہیثمی، نورالدین علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ,مکتبة قدوسیة، قاہرة، ۱۴۱۴ھ(۶۴۲/۹)

اس کے علاوہ یہ روایت مندرجہ ذیل اسناد سے مرفوع ہے۔

"ابوحنیفہ عن حماد عن ابراهيم عن الاسود عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لسودة حين طلقها اعتدي"

حضرت عائشہؓ کے علاوہ یہ حدیث حضرت جابر بن عبداللہؓ سے بھی مرفوع مروی ہے جس کی سند اس طرح ہے:

"ابوحنيفة بن ابى الزبير عن جابر رضى الله عنه ان النبى صلى الله عليه وسلم قال لسودة حين طلقها اعتدى"[26]

---

[25] عبدالرزاق بن ہمام، المصنف، باب کیف کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یطلق، رقم الحدیث:۱۰۶۵۷

[26] ابو حنیفہ، نعمان بن ثابت، مسند امام اعظم للحارثی، باب العدۃ(مترجم مولانا محمد سعد حسن) محمد سعید اینڈ سنز، کراچی، ۱۹۶۰ء، ج۴ ص ۳۴

یہ دونوں روایات مرفوع ہیں نیز حضرت سودہؓ کا یہ واقعہ مختلف الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ حدیث کی مشہور کتابوں میں موجود ہے۔[27]

حدیث نمبر3 (حاملہ کی عدت)

حاملہ کی عدت وضع حمل ہے جس کے بعد اسے آگے نکاح کرنے کی اجازت ہے۔ حضرت سبیعہؓ کے ہاں ان کے شوہر کی وفات کے بیس یا سترہ دن بعد بچے کی ولادت ہوئی تو حضور اکرم ﷺ نے انہیں نکاح کرنے کا حکم دیا۔"عبدالرزاق عن أبی حنيفة عن حماد عن ابراهيم قال إذا توفي الرجل وامرأته حامل فأجلها أن تضع حملها وذكر أن سبيعة ولدت بعد وفاة زوجها بعشرين أو قال لسبع عشرة ليلة فأمرها النبى صلى الله عليه وسلم أن تنكح"[28] عبدالرزاق امام ابو حنیفہ سے، وہ حماد سے، وہ ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا جب کوئی شخص فوت ہو جائے اور اس کی بیوی حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ حضرت سبیعہؓ کے ہاں ان کے شوہر کی وفات کے بیس یا سترہ دن بعد بچے کی ولادت ہوئی تو حضور اکرم ﷺ نے انہیں نکاح کرنے کا حکم دیا۔

تحقیقی جائزہ

امام عبدالرزاق کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

1. البخارى، محمد بن اسماعيل ، الجامع المسند الصحيح المختصر من امور رسول الله سننہ وايامہ، كتاب الطلاق ،باب واولات الاحمال اجلهن أن يضعن حملهن ، دار ابن كثير، بيروت، ۱۹۸۷ء (رقم الحديث : ۵۰۱۴)
2. مسلم بن الحجاج بن مسلم ، ابوالحسن ، المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل الى الرسول، كتاب الطلاق، باب انقضاءعدة الحامل المتوفى عنها زوجها ، داراحياء التراث العربى، بيروت (رقم الحديث:۳۷۹۵)
3. النسائى ، ابوعبدالرحمن احمد بن شعيب،السنن الكبرىٰ ، باب عدة الحامل المتوفى عنها زوجها، موسسة الرسالة، بيروت، ۱۴۲۱ھ (رقم الحديث: ۵۶۹۹)
4. ابوداؤد، سليمان بن اشعث سجستانى، السنن ، دارالكتب العربى، بيروت، كتاب الطلاق، باب فى عدة الحامل (رقم الحديث:۲۳۰۸)
5. ابن ماجۃ، ابوعبدالله محمد بن يزيد القزوينى، السنن ،كتاب الطلاق،باب الحامل المتوفى عنهازوجها، دارالفكر، بيروت(رقم الحديث:۲۳۰٦)
6. احمد بن حنبل، المسند، الموسسۃ الرسالۃ، بيروت، ۱۴۲۰ھ (رقم الحديث:۴۲۷۳)
7. مسند امام اعظم للحارثی(۵۶۲/۱)
8. ابن حبان ، أبو حاتم محمد بن حبان بن أحمد التميمي، صحيح ابن حبان، ،كتاب الطلاق ، مؤسسة الرسالة، بيروت، ۱۴۱۴ھ (رقم الحديث:۴۲۹۵)

[27] ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم الانصاری، کتاب الآثار، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۳۵۵ھ، رقم الحدیث:۵۳۶

[28] مصنف عبدالرزاق، باب المطلقۃ یموت عنھا زوجھا وہی فی عدتھا او تموت فی العدۃ، رقم الحدیث:۱۱۷۱۳

اس حدیث کے تیسرے راوی حماد بن سلیمان ہیں جن حضرت امام ابو حنیفہؒ سے لوگوں نے پوچھا آپ کے اتنے جلیل القدر اور بے شمار اساتذہ ہیں مگر سب سے ممتاز اور بلند پایہ فقیہ کون ہے۔ آپ نے فرمایا عالم اسلام میں امام حمادؒ سے بڑھ کر کوئی اور بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ ایک اور موقعہ پر آپ نے فرمایا: "مارایت افقہ من جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ"[29] میں نے حضرت امام جعفرؒ سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔ ان دونوں اقوال کی روشنی میں ہم ہیں کہہ سکتے ہیں کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اہل بیت رسول ﷺ کے سلسلہ میں ممتاز فقیہ تھے۔ مگر حضرت امام حمادؒ تمام عالم اسلام میں علی الاطلاق فقیہ اعظم ہیں۔ حضرت امام الصلت بن بسطام رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام حماد رضی اللہ عنہ رمضان مبارک میں پچاس روزہ داروں کو روزانہ روزہ افطار کرایا کرتے تھے اور عید الفطر کی رات کو ہر ایک کو نیا جوڑا سلا کر دیا کرتے تھے اور پھر ان روزہ داروں کو سو سو دینار دیا کرتے تھے۔ حضرت امام شافعیؒ فرمایا کرتے تھے میں امام محمد بن ابی سلیمانؒ سے دلی محبت کرتا ہوں۔ مجھے ان کی ایک بات یاد ہے آپ ایک دن گدھے پر سوار میں جارہے تھے کہ اچانک آپ کی قمیض کا بٹن ٹوٹ گیا۔ راستے میں ایک درزی کو کام کرتے دیکھا آپ نے چاہا کہ سواری سے نیچے اتر کر بٹن کو درست کرالیں۔ مگر درزی نے آپ کو دیکھ کر کہا حضور آپ سواری پر ہی تشریف رکھیں میں خود وہاں بیٹھے بیٹھے آپ کا بٹن درست کر دیتا ہوں۔ چنانچہ درزی نے کھڑے کھڑے بٹن درست کر دیا۔ امام حمادؒ نے جیب میں ہاتھ ڈالا سونے کے دیناروں کی بھری ہوئی ایک تھیلی نکال کر درزی کو دے دی اور فرمایا اگر میرے پاس اور دینار ہوتے تو تمہاری اس عزت افزائی پر مزید دے دیتا۔

حضرت حمادؒ کے بے شمار مناقب ہیں انہیں بیان کرنے کے لیے ایک بڑی کتاب لکھی جاسکتی ہے مگر ہم مختصر کر رہے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ آپ کے شاگرد خاص تھے یہ ان کے فضائل علمیہ کی بہت بڑی دلیل ہے۔ انھوں نے اپنے دیوان میں امام ابو حنیفہؒ کے متعلق کہا ہے۔

کفی النعمان فخرا ما رواہ	من الأخبار عن غرر الصحابه
امتبوع الانام غدوت بحرا	لعلمك والعدى امسوا حبابه
اصدر التابعين قبلت مهنم	نيابتهم فاحسنت النيابة[30]

حضرت نعمانؒ کے لیے ان کی روایات کا فخر ہی کافی ہے۔ وہ روایات جو انہوں نے صحابہ کرام اور اشراف زمانہ سے بیان کی ہیں۔ آپ تمام تابعین کے سرتاج ہیں۔ تمام تابعین نے آپ کی نیابت اور امامت قبول کی ہے اور یہ نیابت کتنی قابل فخر ہے۔ اے امام ابو حنیفہ! اے زمانے کے مقتدا! آپ تو علم کے ایک ناپیدا کنار سمندر ہیں۔ دوسرے علماء کرام تو آپ کے سامنے ہوں دکھائی دیتے ہیں جیسے پانی کا ایک بلبلہ ہو۔ آپ کے والد کا نام مسلم ہے اپنے نام سے زیادہ اپنی کنیت ابو سلیمان سے مشہور ہیں۔ سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ حماد بن مسلم بن یزید بن عمرو۔ آپ تابعی ہیں آپ کے اساتذہ میں خادم رسول حضرت انس بن مالکؓ کے علاوہ حضرت خواجہ حسن بصری، حضرت زید بن وہب جہنی، سعید بن جبیر، حضرت سعید بن مسیب، حضرت ابووائل شفیق بن سلمہ، حضرت عامر بن شرحبیل شعبی، عبداللہ بن بریدہ، عبدالرحمن بن سعد مولیٰ آل عمر، عکرمہ مولیٰ ابن عباس،

[29] محمد بن ابراہیم، الروض الباسم، دار الکتب العلمیہ، بیروت (ص ۳۰۵)

[30] الروض الباسم، ص ۳۴۲

حضرت ابراہیم نخعی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔[31] چوتھے راوی امام ابراہیم نخعی ہیں جو کہ مشہور تابعی ہیں۔آپ نے حضرت عائشہؓ اور ابو سعید خدریؓ کی زیارت کی ہے۔ امام شعبیؒ نے آپ کی وفات کے بعد فرمایا کہ ابراہیم نے اپنے سے بڑا عالم اور فقیہ کوئی نہیں چھوڑا۔ لوگوں نے کہا کہ حسن بصری اور ابن سیرین بھی نہیں؟ تو امام شعبی نے فرمایا کہ نہ صرف حسن بصری اور ابن سیرین بلکہ اہل بصرہ، کوفہ، حجاز اور شام میں بھی کوئی نہیں۔[32] امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے آپ سے روایات نقل کی ہیں۔[33] امام اعمش کا قول ہے:" كان النخعی امیر فی الحدیث"[34] آپ امام ابو حنیفہ کے دادا استاد بھی ہیں اور استاد بھی۔ امام عبدالرزاق نے جو روایت امام ابو حنیفہ سے نقل کی ہے دوسرے محدثین نے بھی کچھ فرق کے ساتھ یہ روایت اپنی کتب میں نقل کی ہے۔ امام محمد بن حسن شیبانی نے بھی اس کو امام ابو حنیفہ کی سند سے نقل کیا ہے۔[35] امام ابو یوسف بھی اسے امام ابو حنیفہ کی سند سے روایت کرتے ہیں۔[36]

حدیث نمبر4 (فضیلتِ حج)

حج کرنے سے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور بیت اللہ کا، طواف کرنا حج میں فرض ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ سے مروی اس حدیث مبارکہ میں یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔"عبدالرزاق عن أبی حنیفة عن قیس بن أبی بكر بن أبي موسى عن أبيه قال بينا أنا قاعد عن بن عباس إذ أتاه رجل فقال إني أصبت طيبا وأنا محرم فقال بن عباس فإني أحكم عليك أنا وأبوبكر شاة ثم أتاه آخر فقال إني قضيت نسكي إلا الطواف فقال طف بالبيت ثم ارجع إلي قال فرجع إليه فقال قد طفت فقال بن عباس انطلق فاستأنف بالعمل"[37] عبدالرزاق امام ابو حنیفہ سے وہ قیس بن ابی بکر بن ابی موسیٰ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں میں حضرت ابن عباسؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اس نے کہا میں نے احرام کی حالت میں خوشبو لگائی ہے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا میں اور ابو بکرؓ تجھ پر ایک بکری کا حکم دیتے ہیں۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں نے

---

[31] المزی، یوسف بن الزکی، تہذیب الکمال، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۰۰ھ، ج۷ص۲۷۰؛ النووی، ابو زکریا محی الدین بن شرف الدین، تہذیب الاسماء واللغات، دار المکتبۃ العلمیۃ، ج۱ص۱۰۴؛ الذہبی، أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان، تذکرۃ الحفاظ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱ص۹۸

[32] النووی، یحی بن شرف، تہذیب الاسماء واللغات، دار لکتب العلمیہ، بیروت،۲۰۰۸ء، ج۱ص۱۰۱۴

[33] محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الرقاق باب کیف کان عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ وتخلیھم من الدنیا، رقم الحدیث:۶۰۰؛ مسلم بن الحجاج بن مسلم، ابوالحسن، المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل الی الرسول، داراحیاء التراث العربی، بیروت، کتاب الزھد، رقم الحدیث:۲۷۵

[34] تہذیب الاسماء واللغات، ص۱۵۱

[35] محمد بن حسن الشیبانی، کتاب الآثار، باب عدۃ المطلقۃ الحامل (مترجم: مفتی محمد صدیق ہزاروی) مکتبۃ اعلی حضرت، ۱۴۲۵ھ، رقم الحدیث:۴۸۰

[36] ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاری، کتاب الآثار، باب العدۃ، دار الکتب، باکستان، رقم الحدیث:۶۵۵

[37] مصنف عبدالرزاق، باب فضل الحج، رقم الحدیث:۸۸۲۱

طواف کے علاوہ سب اعمال پورے کر لئے ہیں۔ آپ نے فرمایا بیت اللہ کا طواف کر کے پھر میرے پاس آؤ۔ وہ آیا اور اس نے بتایا کہ وہ تمام مناسک پورے کر چکا ہے تو آپ نے اسے کہا کہ جاؤ اور اب نئے سرے سے عمل کرو۔

تحقیقی جائزہ

مذکورہ حدیث سے ملتی جلتی ایک روایت امام ابو یوسف نے بھی نقل کی ہے۔

1- كتاب الآثار لامام ابويوسف،رقم الحديث:٥١٦

اس حدیث کے تیسرے راوی قیس بن ابی بکر بن موسیٰ اور چوتھے راوی قیس کے والد ابی بکر ہیں ان دونوں کے حالات نہیں ملے۔ اس روایت میں جو مسائل بیان ہوئے ہیں دوسری احادیث میں ان کا ذکر موجود ہے۔ محرم اگر خوشبو لگائے تو اس پر دم ہے کیوں کہ حالت احرام میں خوشبو لگانا منع ہے۔ اس کی دلیل میں حضرت جابرؓ سے ایک روایت مذکور ہے: "عن جابر قال اذا شم المحرم ريحانا اومس طيبا اهرق لذلک دما"[38] حضرت جابرؓ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب محرم خوشبو سونگھ لے یا خوشبو لگا لے وہ اس جنایت کی وجہ سے قربانی کرے۔

مذکورہ حدیث میں بیان کردہ دوسری بات یہ ہے کہ حج کرنے سے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں کیونکہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے سائل سے فرمایا کہ جاؤ اور نئے سرے سے عمل کرو۔ کیونکہ پہلے جو گناہ تھے وہ حج کرنے سے معاف ہو چکے ہیں اور بیت اللہ کا، طواف کرنا حج میں فرض ہے۔ جسے طواف زیارت کہتے ہیں اس شخص نے ابھی نہیں کیا تھا۔ اس لئے پہلے آپ نے اسے حج کے ارکان مکمل کرنے کا فرمایا پھر بعد میں اس کو خوشخبری دی۔ اس بات کی تائید بخاری و مسلم کی احادیث سے بھی ہوتی ہے۔ "أخبرني عطاء أن صفوان بن يعلى أخبره أن يعلى قال لعمر رضي الله عنه أرني النبي صلى الله عليه و سلم حين يوحى إليه قال فبينما النبي صلى الله عليه و سلم بالجعرانة ومعه نفر من أصحابه جاءه رجل فقال يا رسول الله كيف ترى في رجل أحرم بعمرة وهو متضمخ بطيب ؟ فسكت النبي صلى الله عليه و سلم ساعة فجاءه الوحي فأشار عمر رضي الله عنه إلى يعلى فجاء يعلى وعلى رسول الله صلى الله عليه و سلم ثوب قد أظل به فأدخل رأسه فإذا رسول الله صلى الله عليه و سلم محمر الوجه وهو يغط ثم سري عنه فقال أين الذي سأل عن العمرة فأتي بالرجل فقال اغسل الطيب الذي بك ثلاث مرات وانزع عنك الجبة واصنع في عمرتك كما تصنع في حجتك"[39]

عطاء کہتے ہیں کہ مجھے یعلی نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ جب حضور ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو مجھے دکھانا۔ جب آپ ﷺ مقام جعرانہ پر تھے اور آپ کے ساتھ کچھ صحابہ کرام بھی تھے تو آپ کے پاس ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کی یا رسول اللہ اس کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے جو عمرہ کا احرام باندھے ہوئے ہو اور اس نے خوشبو بھی لگائی ہوئی ہو تو کچھ دیر کے لیے آپ خاموش ہو گئے اور آپ پر وحی کا نزول شروع ہو گیا۔ حضرت عمر نے یعلی کی طرف اشارہ کیا وہ آ گئے حضور ﷺ کے اوپر ایک کپڑا تھا جو آپ نے اپنے اوپر اوڑھا ہوا تھا اس نے جھانکا تو دیکھا کہ آپ کا چہرہ سرخ تھا پھر آپ نے

---

[38] ابن ابی شیبہ، أبو بکر عبد اللہ بن محمد، المصنف في الأحاديث والآثار، مکتبۃ الرشد، الریاض، ۱۴۰۹ھ، رقم الحدیث: ۲۹۶

[39] الصحیح للبخاری، کتاب المناسک باب غسل الخلوق ثلث مرات من الثیاب، رقم الحدیث: ۸۸۲۱؛ الصحیح للمسلم، الحج باب مایباح للمحرم بحج أو عمرۃ ومالا یباح، رقم الحدیث: ۱۱۸۰

کپڑا سر کا یا اور فرمایا جس نے عمرہ کے متعلق پوچھا تھا وہ کدھر ہے ایک آدمی آپ کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا جو خوشبو لگی ہوئی ہے اسے تین مرتبہ دھو ڈالو اور جبہ اتار دو اور عمرہ ایسی ادا کرو جیسے حج کرتو ہو۔ معلوم ہوا کہ حج کرنے سے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور خوشبو وغیرہ لگانے کے احکام وغیرہ کہ اس کی وجہ سے دم دینا پڑتا ہے کے حوالے سے حضرت امام ابو حنیفہ کی روایت کردہ حدیث باقی کئی محدثین نے بھی اپنی اپنی اسناد کے ساتھ بیان کی ہے۔

حدیث نمبر 5 (کافر کا اپنا دین تبدیل کرنا)

یہودی یا نصرانی کا جو ذمی ہے اگر وہ اپنا دین تبدیل کرکے اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کو قبول کرے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس سے اس پر کوئی عتاب نہیں ہوگا۔اس حوالے سے امام اعظم سے مروی حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو:"أخبرنا عبدالرزاق قال سمعت أبا حنيفة قال رفع إلى يهودي أو نصراني تذندق قال دعوه تحول من كفر إلى كفر قال عبدالرزاق فقلت له عمن هذا فقال عن سماك بن حرب عن قابوس بن المخارق أن محمد بن أبي بكر كتب فيه إلى علي فكتب إليه بهذا"[40]

ہمیں عبد الرزاق نے خبر دی کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ حضرت علیؓ کے پاس ایک یہودی یا ایک عیسائی کو لایا گیا جو بے دین ہو گیا تھا آپ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو یہ ایک کفر سے دوسرے کفر کی طرف چلا گیا ہے۔ عبد الرزاق کہتے ہیں میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کن راویوں سے ہے آپ نے کہا سماک بن حرب سے وہ قابوس بن مخارق سے کہ محمد بن ابی بکر نے اس کے بارے میں حضرت علیؓ کو لکھا تو حضرت علیؓ نے یہ بات لکھ کر بھیجی۔

تحقیقی جائزہ

اس روایت کے تیسرے راوی سماک بن حرب ہیں۔ ان کے متعلق امام مزی فرماتے ہیں کہ سماک بن حرب بن اوس بن خالد ابو المغیرہ کوفی، انہوں نے مغیرہ بن شعبہؓ کو دیکھا ہے۔ سنن اربعہ، مسلم اور تاریخ کبیر کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ انس بن مالک، ثعلبہ بن حکم لیثی، جابر بن سمرہ عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود، نعمان بن بشیر سے روایت کرتے ہیں۔[41] چوتھے راوی قابوس بن مخارق تابعی ہیں اور وہ محمد بن ابی بکر سے اس کو نقل کرتے ہیں اس لیے یہ حدیث موقوف ہے مرفوع نہیں ہے محمد بن ابی بکر کی بات ہے جسے وہ حضرت علی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مصنف عبد الرزاق کے علاوہ یہ روایت اور کسی کتاب میں نہیں ملی۔ اس روایت میں ایسے یہودی یا نصرانی کا ذکر ہے جو ذمی ہے اگر ذمی اپنا دین تبدیل کرکے اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کو قبول کرے تو اس کا حکم اس روایت میں بیان ہوا ہے کہ اس سے اس پر کوئی عتاب نہیں ہوگا۔

حدیث نمبر 6 (غیر شادی شدہ کے زنا کی سزا)

کنوارے مرد کے بارے میں جو کنواری عورت سے زنا کرے دونوں کو سو سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک سال کے لیے جلاوطن کئے جائیں۔ اس مسئلہ سے متعلق امام ابو حنیفہ سے مروی ہے:"عبدالرزاق عن أبي حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال قال عبدالله بن مسعود في البكر يزني بالبكر يجلدان مائة وينفيان سنة قال إبراهيم لاينفيان إلى قرية واحدة ينفى كل واحد منهما إلى

---

[40] مصنف عبد الرزاق، باب المشرک یتحول من دین إلی دین محل یترک، رقم الحدیث:۹۲۲۹۱

[41] تہذیب الکمال، ج ۱۲ ص ۱۱۶

قرية وقال علي حسبهما من الفتنة أن ينفيا"[42] عبدالرزاق امام ابوحنیفہ سے وہ حماد سے وہ ابراہیم سے نقل کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کنوارے مرد کے بارے میں جو کنواری عورت سے زنا کرے فرمایا کہ دونوں کو سو سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک سال کے لیے جلا وطن کئے جائیں ابراہیم نے کہا کہ ان کی جلاوطنی ایک بستی کی طرف نہ ہو ہر ایک کو الگ الگ بستی کی طرف جلاوطن کیا جائے اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ان کے فتنے کیلئے کافی ہے کہ ان کو جلاوطن کر دیا جائے۔

تحقیقی جائزہ

عبدالرزاق کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اس روایت کو اپنی سند سے روایت کیا ہے:

1- الصحيح المسلم لامام مسلم،کتا ب الحدود ،باب حدالزنی،رقم الحديث:١٦٩٠

2- محمد بن حسن الشيبانی،کتاب الآثار لامام محمد ، باب الاقرار بالزنا، دارالنوادر، بيروت،١٤٠٨ء،رقم الحديث :١١٦

3- السنن الكبري للبيهقی، باب ماجاء فی نفی البكر، رقم الحديث:١٦٧٥٧

4- الزيلعی،جمال الدين عبدالله بن يوسف، نصب الراية لاحاديث الهداية، دارالقبلةللثقافة الاسلامية،جدة،رقم الحديث: ٣٣١

5- المعجم الكبيرللطبرانی،رقم الحديث :٩٦٨٦

6- جامع المسانيدج ٢ص٨٩١

اس روایت کو ابراہیم نخعی بغیر اپنے استاذ کے واسطہ کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت علیؓ سے روایت کررہے ہیں اور ابراہیم نخعی کی تابعی ہونے کے باوجود ان کی ملاقات ان دونوں صحابہؓ سے نہیں ہے۔ لہذا یہ روایت اس سند سے منقطع ہے اور یہ روایت صحابی تک جاتی ہے رسول اللہ تک نہیں جاتی۔ اس وجہ سے موقوف ہے یا اس کو اثر صحابی بھی کہہ سکتے ہیں۔ مذکورہ حدیث کے متن کی تائید صحیح مسلم کی ایک مرفوع روایت کے ذریعے بھی ہوتی ہے۔[43] بعض دفعہ زنا کے عادی کوڑے لگنے سے بھی باز نہیں آتے ایسے میں اگر قاضی بہتر سمجھے تو شہر بدر کرسکتا ہے اور حکم زنا کی حد میں شامل نہیں بطور تعزیر کے ہو گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے قول کا تعلق تعزیر سے ہے۔

حدیث نمبر 7 (حدیث عزل)

یہ ایک اعتقادی مسئلہ ہے کہ اگرچہ عزل کرنا جائز ہے مگر اس بات پر قوی ایمان ہو کہ جس ذی روح نے اس دنیا میں آنا اللہ تعالیٰ کو منظور ہے اسے دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ "عبدالرزاق عن أبي حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن علقمة قال سئل عبدالله بن مسعود عن العزل فقال لو أخذ الله ميثاق نسمة من صلب آدم ثم أفرغه على صفا لأخرجه من ذلک الصفا فاعزل وإن شئت فلا تعزل"[44]

عبدالرزاق امام ابوحنیفہ سے وہ حماد سے وہ ابراہیم سے وہ علقمہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے عزل کے

[42] مصنف عبدالرزاق، باب البکر، رقم الحدیث: ۱۳۳۱۳

[43] الصحیح للمسلم، کتاب الحدود باب حد الزانی، رقم الحدیث: ۱۰۳۴

[44] مرد عورت سے جماع کے دوران وقت انزال اپنا آلہ تناسل باہر نکال کر انزال کرے تاکہ حمل نہ ٹھہرے۔

بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ نے صلب آدم سے کسی نسمہ سے میثاق لے رکھا ہو پھر وہ اسے کسی سفید پتھر پر ڈال دے تو اسے اس سفید پتھر سے نکالے گا پس تو عزل کر اور چاہے نہ کر۔

تحقیقی جائزہ

امام عبدالرزاق کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اس روایت کو اپنی سند سے روایت کیا ہے:

1- المعجم الکبیر للطبرانی،رقم الحدیث:۹۶۶۴
2- مجمع الزوائد ،ج ۳ص۴۲۲
3- کتاب الآثار لامام ابویوسف ، باب فی العزل،ص ۴۵۱
4- کتاب الآثار لامام محمد ،ص ۵۱
5- جامع المسانید ،رقم الحدیث: ۱۲۶۰
6- سعید بن منصوربن شعبۃ الخراسانی، السنن ، الدارالسلفیۃ،۱۴۰۳ھ،رقم الحدیث:۲۲۲۱
7- المسند للحارثی،ج ۲ص۶۹۵
8- الصحیح للمسلم ،باب حکم العزل،ج۲ص۱۶۰۱
9- مسند ابی یعلی،ج۲ص۶۱۳
10- الطبرانی، ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب،مسند الشامیین، موسسۃ الرسالۃ، بیروت،۱۴۰۹ھ،ج۱ص۹۴
11- صحیح ابن حبان،ج۹ص۶۰۵
12- ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی بن محمد، المطالب العالیۃ ، دارالمعارف، بیروت،۱۴۱۸ھ، ج۸ص۲۰۲
13- المعجم الاوسط للطبرانی، ج۷ص۱۷
14- الضیاء المقدسی ،الاحادیث المختارۃ ، دارالخصر للطباعۃ والنشر ،بیروت، ۱۴۲۱ھ،ج۵ص۷۹۱

اس روایت کے پانچویں راوی علقمہ بن قیس ہیں۔ ان کا مختصر تعارف یہ ہے کہ ابراہیم نخعی فرماتے ہیں: "اہل کوفہ کے علم کی انتہا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے چھ شاگردوں پر ہے اور یہ وہ شاگرد تھے جو لوگوں کو فتویٰ دیتے انہیں تعلیم دیتے اور فتویٰ دینا سکھاتے۔ ان کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱)علقمہ بن قیس النخعی　　(۲)الاسود بن یزید النخعی
(۳)مسروق بن الاجدع المتوفی ۶۳ھ　　(۴)عبیدۃ السلمانی المتوفی ۷۲ھ
(۵)الحارث بن قیس　　(۶)عمرو بن شرجیل ہمدانی"[45]

حافظ فضل بن دکینؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علقمہؒ نے ۶۲ھ میں کوفہ میں وفات پائی اور وہ کثیر الحدیث تھے۔[46] امام نووی شافعی

---

[45] الفسوی، ابویوسف یعقوب بن سفیان، المعرفۃ والتاریخ، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۸۱ء، ج۱ص ۵۵۳-۵۵۸

لکھتے ہیں کہ علقمہ بن قیسؒ نخعی بڑی شان کے جلیل القدر تابعی فقیہہ عقل و دانش میں فائق علمائے ربانی میں سے تھے۔ ان کی جلالت شان، عالی قدری اور خوبی طریقہ پر اجماع ہے۔[47] امام عبدالرزاق نے امام ابوحنیفہ سے جو روایت نقل کی ہے وہ موقوف ہے یہ روایت دوسری اسناد سے مرفوع بھی ہے۔ صحیح بخاری میں بھی عزل سے متعلق ایک مرفوع روایت آئی ہے۔[48] یہ ایک اعتقادی مسئلہ ہے کہ اگرچہ عزل کرنا جائز ہے مگر اس بات پر قوی ایمان ہو کہ جس ذی روح نے اس دنیا میں آنا اللہ تعالیٰ کو منظور ہے اسے دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی حتیٰ کہ اگر اسے کسی سفید پتھر پر ڈال دے تو اللہ تعالیٰ اسے اس سفید پتھر سے نکالے گا۔

حدیث نمبر 8 (ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھنا)

"عبدالرزاق عن الثوري وإبي حنيفة عن حماد عن سعيد بن جبير قال سمعته يقرأ القرآن في جوف الكعبة في ركعة وقرأفي الركعة الأخرى قل هو الله أحد"[49] عبدالرزاق ثوری و امام ابوحنیفہ سے وہ دونوں حماد سے حضرت سعید بن جبیر کے متعلق روایت کرتے ہیں حماد کہتے ہیں میں نے ان کو سنا کہ خانہ کعبہ کے اندر ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ رہے ہیں اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ احد کی قرأت کی۔

تحقیقی جائزہ

اس سند کے دوسرے نمبر کے پہلے راوی سفیان ثوریؒ اور چوتھے سعید بن جبیرؒ کا تذکرہ درج ذیل ہے: "امام بخاری فرماتے ہیں کہ عبداللہ ابن ابی اسود کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک اور سفیان ثوری سے پوچھا تو وہ دونوں اس بات پر متفق تھے کہ وہ دونوں سلیمان بن عبدالملک کے دورِ حکومت میں پیدا ہوئے۔ امام بخاری نے کہا ہے کہ انہوں نے عمرو بن مروہ اور حبیب بن ثابت سے سماع کیا ہے۔ امام بخاری نے کہا ہے کہ عبداللہ بن مبارک کا کہنا ہے کہ میں نے سفیان ثوری سے زیادہ علم والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ امام خوارزمی فرماتے ہیں کہ سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ کے درمیان اختلافات بہت مشہور ہیں اور وہ امام اعظم ابوحنیفہ سے بہت زیادہ احادیث روایت کرتے ہیں۔ ان میں مرتدہ والی حدیث بھی ہے لیکن یہ تدلیس کیا کرتے تھے اور ایک روایت میں انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں خبر دی ہے ثقہ نے یا ہمارے بعض اصحاب نے لیکن ظاہر ہو چکا ہے کہ ان کی مراد حضرت امام اعظم ابوحنیفہ تھے کیونکہ جب وہ یمن میں پہنچے تو انہوں نے مرتدہ والی حدیث بیان کی اور امام ابوحنیفہ کا ذکر صراحت کے ساتھ کیا۔ اس سے پتہ چلا کہ ہمارے بعض اصحاب نے خبر دی ہے ان لفظوں سے مراد حضرت امام اعظم ابوحنیفہ ہی ہوتے تھے۔"[50] عبدالرزاق کی بیان کردہ روایت دیگر مورخین نے بھی بیان کی ہے۔ علامہ ذہبی لکھتے ہیں: " يبكي بالليل حتى عمش قام ليلة في جوف الكعبة فقرأ القرآن في ركعة" یعنی رات کو اتنا روتے تھے کہ ان کی آنکھ کی روشنی

---

[46] الزہری، محمد بن سعد بن منیع، طبقات الکبریٰ، دار صادر، بیروت، ۱۹۶۸ء، ج۶ ص ۲۹

[47] النووی، محی الدین ابوزکریا یحیٰی بن شرف، تہذیب الاسماء واللغات، ص ۱۲۴

[48] الصحیح للبخاری، کتاب المغازی باب غزوۃ بنی المصطلق من خزاعۃ وھی غزوۃ المریسیع، رقم الحدیث: ۳۹۰۷

[49] مصنف عبدالرزاق، باب قرأۃ السور فی الرکعۃ، رقم الحدیث: ۲۸۵۰

[50] ابوحنیفۃ، نعمان بن ثابت، جامع المسانید، پروگریسو بکس، لاہور، ج۳ ص ۶۳

متاثر ہو گئی تھی۔ وہ ایک رات کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو پورا قرآن ایک رکعت میں پڑھ ڈالنا ان کا معمول تھا۔[51]

حدیث نمبر9 (آخری دو رکعتوں میں قرات کا حکم)

"عبدالرزاق عن أبي حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال ماقرأ علقمة في الركعتين الأخريين حرفا قط"[52]

عبدالرزاق امام ابو حنیفہ سے وہ حماد سے وہ ابراہیم سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علقمہؒ نے آخری دو رکعتوں میں کبھی بھی قرأت کا ایک حرف بھی نہیں پڑھا۔

تحقیقی جائزہ

امام عبدالرزاق کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اس روایت کو اپنی سند سے روایت کیا ہے:

1. كتاب الآثار، با ب القراء ة خلف الامام وتلقينه، رقم الحديث:۸۴
2. جامع المسانيد ،رقم الحديث:۴۸۹
3. الموطا لامام محمد،رقم الحديث:۱۲۰
4. كتاب الآثار لابى يوسف، رقم الحديث:۱۴۰
5. محمد بن حسن الشيبانى،كتاب الحجة على اهل المدينة، دارالكتب العلمية، بيروت،۱۴۱۸ھ،ج۱ص۹۱۱
6. ظفر احمد عثمانى، مولانا،اعلاء السنن ، ادارة القرآن والعلوم الاسلامية، كراچى،ج۱ص۹۰

یہ حدیث امام ابو حنیفہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی کچھ الفاظ کی کمی بیشی سے روایت کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت علی دونوں سے منقول ہے۔"قالا يقرء فى الاولين ويسبع فى الاخريين"[53]ان دونوں حضرات نے فرمایا پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرو اور آخری دو رکعتوں میں تسبیح پڑھو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:"يقرء فى الاوّلين ويسبح فى الاخريين"[54]پہلی دو رکعتوں میں قرات کی جائے اور آخری دو رکعتوں میں تسبیح کی جائے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں تو اس عنوان؛باب من كان يقول يسبح فى الاخريين ولا يقرء[55] کا پورا ایک باب موجود ہے۔ امام ابو حنیفہ نے مذکورہ روایت سے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ چار رکعتی نماز میں پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرنا فرض ہے اور آخری دو رکعتوں میں صرف مسنون یا مستحب ہے۔[56]

---

[51] ارمغان حق، بیت العلماء، کراچی، ج۱ص۲۱۶،۲۱۵

[52] مصنف عبدالرزاق، باب كيف القرأة فى الصلاة، رقم الحديث:۲۶۵۸

[53] مصنف ابن ابی شيبة، رقم الحديث:۳۷۴۲

[54] ایضاً، رقم الحديث:۳۷۴۳

[55] ایضاً، ج۱ص۳۲۷

[56] عینی، بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد حنفی، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، مکتبۃ سجانیۃ، بشاور، ۲۰۰۱ء، ج۳ص۶۲

امام عبدالرزاق نے اپنی اس مصنف میں امام ابوحنیفہ سے سدل ثوب یعنی نماز میں اس طرح کپڑا لٹکانا کہ وہ زمین پر گھسٹ رہا ہو، طلاق رجعی دینے کی صورت میں رجوع کرنا جائز ہے، حاملہ کی عدت وضع حمل ہے جس کے بعد اسے آگے نکاح کرنے کی اجازت ہے، حج کرنے سے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور بیت اللہ کا، طواف کرنا حج میں فرض ہے، یہودی یا نصرانی کا جو ذمی ہے اگر وہ اپنا دین تبدیل کر کے اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کو قبول کرے تو اس کا حکم کہ اس سے اس پر کوئی عتاب نہیں ہو گا، کنوارے مرد کے بارے میں جو کنواری عورت سے زنا کرے دونوں کو سو سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک سال کے لیے جلا وطن کئے جائیں، عزل کرنا جائز ہے مگر اس بات پر قوی ایمان ہو کہ جس ذی روح نے اس دنیا میں آنا اللہ تعالیٰ کو منظور ہے اسے دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی نیز ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھنا وغیرہ کے حوالے سے روایات بیان کی ہیں۔ اس سب سے ثابت ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہ ایک بہترین ثقہ اور ضابط محدث ہیں جن سے امام بخاری کے دادا استاد جیسے جلیل المنزلت محدث نے اپنی معروف و مقبول تالیف میں روایت کیا ہے۔